# دیوانِ محبت کا ایک نادر قلمی نسخہ

ڈاکٹر زمرد کوثر
ایسوسی ایٹ پروفیسر اردو
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی برائے خواتین، فیصل آباد

# RARE MANUSCRIPT OF DIVAN I MOHABBAT

Zamurd Kausar, PhD
Associate Professor of Urdu
Government College Women University, Faisalabad

**Abstract**

Divan-i-Mohabbat Khan consists of 345 ghazls, 40 rubaiyat, 10 mukhamasaat and two manajat. All forms of verse were at his disposal. A study of forms like rubai, masnavi and mukhamasaat proficiently used by Mohabbat Khan show his accomplishment therein. The masnavi appears to be his favorite form of poetry. To date, couple of manuscript of this poetical work has been discovered. This manuscript is acquired from British Library (India Office Library) London. Divan-e-Mohabbat Khan demonstrates not only the poetic maturity of Mohabbat Khan but also spirit of his age.

**Keywords:**

نواب حافظ رحمت خاں، محبت خان، فارسی، سنسکرت، پشتو، اردو، لندن

برٹش لائبریری، ایشیاٹک سوسائٹی، لائبریری کولکتہ، تذکرے

محبت خاں محبت ایک قادرالکلام شاعر تھے، لیکن ایک طویل عرصہ تک ان کا کلام ادبی دنیا کی نظروں سے اوجھل رہا۔ وہ بنیادی طور پر غزل گو شاعر ہیں، لیکن باقی اصناف مثلاً رباعی، مخمسات اور مثنوی بھی ان کی قادرالکلامی کا مظہر ہیں۔ انھوں نے اپنا اردو دیوان مرتب کیا تھا جس میں اردو کے علاوہ فارسی اور عربی کلام بھی موجود ہے۔

Sir Ousley کے پاس محبت خاں کے پشتو دیوان کا ایک نسخہ موجود تھا۔ اس دیوان کے خطی نسخے کی مائیکروفلم زلمےھیواد مل نے برطانیہ کی لائبریری سے حاصل کی اور بہت محنت سے اس دیوان کی ترتیب وتدوین کی، جسے ۲۰۰۵ء میں علوم ولسانیات وادبیات اکیڈمی افغانستان نے زلمےھیوادمل کے طویل وپُرمغز پیش لفظ کے ساتھ طبع کردیا۔(۱)

محبت خاں کی مادری زبان پشتو تھی لیکن وہ عربی، فارسی اور سنسکرت میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ اردو میں ان کی شہرت کی ایک وجہ ان کی مثنوی ''اسرارِ محبت'' ہے جس میں سسّی پنوں کی داستان بیان کی گئی ہے۔ مثنوی کا سنہ اشاعت ۱۱۹۷ھ ہے۔ نواب محبت خاں والیِ روہیل کھنڈ کے صاحب زادے تھے۔ رو ہ میں ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ مظفرالدولہ شہباز جنگ خطاب تھا۔ ان کے والد حافظ رحمت خاں بہادر نصیر جنگ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اورنگ زیب عالم گیر کی وفات کے بعد جو بدامنی اور ابتری پھیلی، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کٹھیر کے علاقے میں افغانوں نے نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو بعد میں روہیل کھنڈ کہلائی۔ حافظ رحمت خاں نے اپنے مختصر دورِ حکومت میں روہیل کھنڈ کو استحکام بخشا۔ حافظ رحمت خاں فتوحات کے سلسلے میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن انھوں نے اولاد کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دی۔ ہندی بھگوان داس لکھتے ہیں:

> ''نواب محبت خاں محبت تخلص حافظ رحمت خاں قوم بڑیچ جوانے ست بہ زیور فضل وکمال وعلم وحیا آراستہ وودر علم آداب وودر طریق سلوک وتہذیب اخلاق بہ اعالی ودانی ظاہر وباطنش بہ یکتائی پیراستہ۔''(۲)

محبت کی شاعری کا آغاز تو قیام روہیل کھنڈ کے دوران ہی میں ہوگیا تھا۔ وہ سستی شہرت کے قائل نہیں تھے لہٰذا انھوں نے نہ عوامی شاعری کی اور نہ ہی عام مشاعروں میں حصہ لیا۔ محبت نے اردو غزل کی روایات کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ لکھنوی معاشرے میں جہاں شعرا معاملہ بندی کی شاعری سے شہرت حاصل کررہے تھے، محبت نے غزل کے وقار کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ اس بات کا اعتراف ان کے استاد جعفر علی حسرت اور شاگرد میر ضیاءالدین عبرت نے اپنی مشہور مثنوی ''پدماوت'' میں بھی کیا ہے۔

## اساتذہ محبت

اس بات پر تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ نواب محبت خاں فارسی شاعری میں مرزا فاخر مکین سے

اصلاح لیتے تھے۔لکھنؤ میں مرزا فاخر مکین فارسی زبان کے مشہور شاعر تھے۔نواب محبت خاں اردو شاعری میں کس کے شاگرد تھے اس میں کچھ اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔

میر قدرت اللہ قاسم (۳)، مرزا علی لطف (۴)، عبدالسلام ندوی، رام بابو سکسینہ، علی ابراہیم خاں خلیل (۵)، لالہ سری رام (۶) اور حسرت موہانی نے انھیں حسرتؔ کا شاگرد قرار دیا ہے۔عبدالغفور نساخ (۷)، سید نورالحسن ہاشمی اور سید علی حسن کی رائے یہ ہے کہ وہ خواجہ میر دردؔ اور جعفر علی حسرتؔ سے اصلاح لیتے تھے۔میر محسن علی محسن (۸) کی رائے یہ ہے کہ وہ ابتدا میں جعفر علی حسرتؔ سے اور پھر بعد میں قلندر بخش جرأت سے اصلاح لیتے رہے۔سید الطاف علی بریلوی اور قدرت اللہ شوق انھیں جرأت کا شاگرد بتاتے ہیں جبکہ پروفیسر مجنوں گورکھپوری کا خیال ہے:

> ''نواب محبت خاں کو شعروسخن سے فطری مناسبت تھی فارسی اور اردو دونوں میں شعر کہتے تھے اور اچھے شعر کہتے تھے۔تخلص محبت تھا اور اوّل اوّل میر درد سے اصلاح لیتے تھے لیکن قید سے چھوٹنے کے بعد مرزا جعفر علی حسرت، استاد جرأت سے اصلاح لینے لگے تھے اور اسی زمانے میں جرأت کو بہ زمرۂ شعرا ملازم بھی رکھ لیا تھا۔فارسی میں مرزا فاخر مکین کے شاگرد تھے۔''(۹)

یہ وہ دور تھا جب دبستانِ لکھنؤ میں انشاء مصحفی اور جرأت کے عروج کا دور تھا۔جعفر علی حسرت محبت خاں کے استاد نہیں تھے وہ جرأت کے بھی استاد تھے اور بقول ڈاکٹر جمیل جالبی:

> ''جرأت نے پہلے میر کی پیروی کی اور پھر اپنے استاد جعفر علی حسرت کے رنگ کی طرف مائل ہو گئے۔''(۱۰)

نواب حافظ رحمت خاں ۱۱صفر ۱۱۸۸ھ / ۲۳اپریل ۱۷۷۴ء کو نواب شجاع الدولہ کے خلاف کٹھیر کی جنگ میں شہید ہوئے۔''گلِ رحمت'' کے مؤلف سعادت یار خاں نبیرۂ حافظ رحمت خاں کے بیان کے مطابق والد کی شہادت کے وقت محبت خاں کی عمر ۲۴ برس تھی۔پینتیس برس مزید زمانے کے سردوگرم جھیل کر انسٹھ برس کی عمر میں ۱۶صفر ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء کو انتقال کیا۔لکھنؤ ہی کے محلّہ کشور گنج میں وزیر باغ سے متصل سپردِ خاک ہوئے۔

جرأت نے قطعہ ذیل میں ان کی موت پر تاسف کا اظہار کیا اور اس کے آخری مصرعے

''کیا ہے خاک بے محبت زندگی''

سے سنہ وفات ۱۲۲۳ھ برآمد کیا۔مکمل قطعہ یہ ہے:

سخت بے دردی ہے جینا اس بغیر
اب وبالِ جاں ہے جرأت زندگی

مصرع تاریخ ہے یہ حسبِ حال
کیا ہے خاک اب بے محبت زندگی
۱۲۲۳ھ (۱۱)

مصحفی نے درج ذیل قطعہ سال وفات نظم کیا ہے:

چو مشتاق کہن نواب جم جاہ
قضا را گشتہ بر خوان قضا حیف
بجستم از خرد تاریخِ سالش
ہمیں گفتا "محبت خاں کجا حیف"
۱۲۲۳ھ

## قلمی نسخے

دیوان محبت کے اب تک تین قلمی نسخے دریافت ہو چکے ہیں۔ایک نسخہ مسٹر رچرڈ جانسن انگلینڈ لے گئے تھے جو اب برٹش لائبریری کی ملکیت ہے، پہلے یہ انڈیا آفس لائبریری میں تھا۔(یاد رہے انڈیا آفس لائبریری کو اب برٹش لائبریری میں ضم کر دیا گیا ہے)دوسرا نسخہ ایشیا ٹک سوسائٹی لائبریری کولکتہ انڈیا کی ملکیت ہے۔جس میں مثنوی اسرارِ محبت بھی شامل ہے۔تیسرا نسخہ جس کا ذکر ڈاکٹر تحسین فراقی نے دیوانِ محبت خاں کے تعارف میں کیا ہے، وہ مزمل لائبریری علی گڑھ کا مخزونہ تھا لیکن اب اس لائبریری کی کتب مولانا ابوالکلام آزاد لائبریری کو دے دی گئیں ہیں۔لیکن اس قلمی نسخے کے بارے میں وہ بتانے سے قاصر رہے۔لہٰذا اب صرف دو معلوم نسخے موجود ہیں۔زیرِ نظر نسخہ انڈیا آفس لائبریری اور اب برٹش لائبریری کا مخزونہ ہے۔

### دیوان محبت

مخزونہ: انڈیا آفس لائبریری (برٹش لائبریری لنڈن)

نمبر: 1696 - ۱۰۵۰-ISL

صفحہ اوّل: ۱۲ سطریں

مسطر: ۲۰ سطر کا ہے۔صفحہ ۹ اوّل تک ۱۶ سطریں اس کے بعد صفحہ ۲۴ سے آخر تک ۲۰ سطر کا ہے۔

خط: نستعلیق

مہر: عکسی نقل میں سرِ فہرست مہر ہے جس پر کندہ الفاظ آسانی سے پڑھے نہیں جاتے۔

دو مستطیل خانوں میں سے ایک میں انگریزی حرف B پر مئد ہے اور دوسرے میں ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اس کے نیچے ISL-۱۰۵۰ 1696 لکھا ہے۔ آخر میں B/۱۲۱ ہے۔

دوسرے صفحے پر انڈیا آفس لائبریری کی مہر ثبت ہے اور دوسری بیضوی مہر ایسٹ انڈیا کمپنی کی ہے جس پر [E] . I . Company Library لکھا ہے۔ حرف E پڑھنے میں نہیں آتا۔ اس کے بعد کاتب نے لفظ کتاب قلم زد کر کے بیاض لکھا ہے:

"بیاض سرکار نواب صاحب ممتاز الدولہ مختار الملک حسام جنگ مسٹر رچارد جانسن صاحب بہادر دوام اقبالہ صاحب۔"

صفحہ نمبر ۲ جہاں سے متن کا آغاز ہوتا ہے اس پر انڈیا آفس لائبریری اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی مہر کا الٹا عکس آیا ہے۔

آغاز: رَبِّ يَسِّرْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم - وتمم بالخیر

غزلیات کا آغاز ان حمدیہ اشعار سے ہوتا ہے:

ہوتا ہے ابھی حاصل سب کام محبت کا
دے اس کو خداوندا تو جام محبت کا
ثابت قدم الفت میں رکھیو اسے مرنے (۱۲) تک
یو(۱۳) نام نہ ہو جاوے بدنام محبت کا
عشاق کے زمرے میں مبعوث ہو تو یا رب
آغاز سے ہو بہتر انجام محبت کا
ہر صبح احد تجھ کو بے شرک سمجھتا ہے
اور یہ ہی عقیدہ ہے ہر شام محبت کا
اک میم کو احمد کی کہتا ہے زیادہ وہ
گو کفر ہو پر یہ ہے اسلام محبت کا
حرمت سے الٰہی تو اس اپنے پیمبر کی
پہنچایا ترا جس نے پیغام محبت کا
توفیق مجھے بھی دے تا آل کا میں اُس کے
کرتا رہوں ہر اک پر اعلام محبت کا
ہے آل نبی ﷺ قائم مجھ پر بھی طفیل اُن کے
تا حشر رہے یارب یہ نام محبت کا(۱۴)

اختتام میں یہ فارسی شعر درج ہے:

ز ارشادے کہ شد صادر بمن از حضرت رشد
ز وقت صبحدم تا چاشت ایں منظوم شد انشا(۱۵)

پورے خطی نسخے میں تخلص محبت شنگرفی لکھا گیا ہے۔اسی لیے کئی جگہ پر تخلص نہیں لکھا گیا جسے شنگرفی لکھنے کے قصد سے خالی چھوڑا گیا تھا۔دیوان کا آغاز دعائیہ اشعار سے ہوتا ہے:

ہوتا ہے ابھی حاصل سب کام محبت کا
دے اس کو خداوندا تو جام محبت کا

دیوان کا آخری شعر درج ذیل ہے:

محبت را بدہ جب خود اوّل بعد ازاں یا رب
عطا لیش کن ز فیض عام خود ہم دین و ہم دنیا

اس کے بعد ترقیمے کی عبارت ہے:

بخط اضعف العباد بخش اللہ
بتاریخ دوازدہم شہر شعبان المعظم ۱۱۹۶
دیوانِ محبت جان صاحب اتمام پذیرفت

اس کے بعد اسی صفحے پر ایسٹ انڈیا کمپنی کی مہر ثبت ہے۔متن ۲۰۴ صفحے پر ختم ہو جاتا ہے لیکن جدول صفحہ ۲۰۷ تک ہے۔ترقیمے کی عبارت سے پتا چلتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۱۹۶ھ کا مکتوبہ ہے۔پورے نسخے میں ترک کا اہتمام ہے۔

محبت کے اردو دیوان میں چالیس رباعیات موجود ہیں۔یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ رباعی ایک مشکل صنف سخن ہے۔ایک کہنہ مشق شاعر ہی رباعی میں کامیابی سے ہم کنار ہو سکتا ہے۔رباعی کے اوزان میں بڑے بڑے شعرا نے دھوکہ کھایا ہے۔رباعی گوئی کے لیے جس شاعرانہ پختگی کی ضرورت ہوتی ہے وہ محبت خاں میں موجود ہے۔محبت نے رباعیات کی ابتدا حمدیہ اشعار سے کی ہے:

یا رب تو خداوند ہے انس و جاں کا
خالق ہے جمادات کا اور حیواں کا
جب تک کہ یہ تیری ہے خدائی قائم
رکھ عشق محمد پہ محبت خاں کا(۱۶)

اختتام رباعیات

ہر روز کی ہم سے اشک باری نہ گئی
ہر رات کی اپنی آہ و زاری نہ گئی
عقل و صبر و قرار و تاب و طاقت
سب جاتے رہے پے تیری یاری نہ گئی(۱۷)

صفحہ۱۸۸ سے مخمسات کا آغاز ہوتا ہے پہلا مخمس حضرت علیؓ کی منقبت میں ہے:

تم شبہِ بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ ہو یا علیؓ
اور جسم و جان و روحِ مصطفیٰ ﷺ ہو یا علیؓ
جو تمھارا مرتبہ کہیے بجا ہو یا علیؓ
کیا کہوں اپنی زباں سے میں کہ کیا ہو یا علیؓ
شیرِ حق حاجت روا مشکل کشا ہو یا علیؓ

قلعۂ خیبر اکھاڑا تم نے ایک آن میں
اور سلیماں کو چھوڑایا شیر سے میدان میں
جا کے یوسف کی مدد کی چاہ اور زندان میں
سینکڑوں آیات نازل ہیں تمھاری شان میں
شیرِ حق حاجت روا مشکل کشا ہو یا علیؓ (۱۸)

یہ ترجیع بند مخمس کی روایتی ہیئت میں ہے یعنی

الف الف الف الف الف/ الف الف الف الف الف/ الف الف الف الف الف/ الف
الف الف الف الف/ الف الف الف الف الف

ب ب ب ب الف / ب ب ب ب الف /ب ب ب ب الف /ب ب ب ب الف/ ب
ب ب ب الف

کل بارہ بند ہیں۔دوسرا مخمس آٹھ بند پر مشتمل ہے۔تیسرا مخمس سات بند پر مشتمل ہے۔چوتھا مخمس دس بند پر مشتمل ہے۔پانچواں سات بند، چھٹا سات بند، ساتواں دس بند، آٹھواں چھ بند، نواں سات بند اور دسواں پانچ بند پر مشتمل ہے۔آخری غزلیات فارسی میں ہیں۔

نسخے کے متن کو دو تین جگہ سیاہی گرنے اور چند جگہ سیاہی پھیلنے سے نقصان پہنچا ہے۔کہیں کاتب مصرع لکھنا بھول گیا ہے۔پورے نسخے میں تخلص محبت بہت سے مقامات پر نہیں لکھا گیا۔

## املائی خصوصیات

انڈیا آفس کے اس نسخے کی املا میں قدیم طرزِ نگارش کے اثرات نمایاں ہیں ۔ ہماری زبان میں عہد بہ عہد دور رس تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں ۔ قدیم ادب پاروں سے ان کی نشان دہی ہوتی ہے ۔ زیرِ نظر نسخے میں املا قدیم روش کے مطابق ہے ۔

مثال کے طور پر ''ک'' اور ''گ'' میں امتیاز نہیں کیا گیا مثلاً

رنک (رنگ)، اکر (اگر)، برک (برگ) جکر (جگر)، کر (گر)، کرے (گرے) مثلاً:

مری دو چشم ہیں رکھتی ہیں جو خاصیت نیساں
کہ گر آنسو گرے آنکھوں سے ہو وو ہیں گہر پیدا
میری دو چشم ہیں رکہتی ہیں جو خاصیت نیساں
کہ کر انسو کرے انکہونسی ہو وو ہیں کہر پیدا (۱۹)

ہائے مخلوط اور ہائے ملفوظ میں فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا مثلاً

ابہی (ابھی)، رکہیو (رکھیو)، مجہے (مجھے)، کچہ (کچھ)، بہلا (بھلا)، کہینچ (کھینچ)، پوچہہ (پوچھ)، بہار (بہار)، جہکڑا (جھگڑا)

اعراب بالحروف کے طور پر جو واؤ لکھا جاتا تھا جدید املا کے تحت اس واؤ کو حذف کر دیا گیا اور اس کی جگہ ضرورت کے مطابق پیش لگایا جاتا ہے ۔ یہ واؤ اصلاً تلفظ کا جز نہیں تھا ۔ اس نسخے میں اس روش کو اختیار کیا گیا ۔ مثلاً: اوس (اُس)، اون (اُن)، اوپر (اُن پر)، اونہیں (انھیں)، اوٹھایا (اٹھایا)، اوٹھا (اٹھا)، اوڑنے (اُڑنے)، اوبھرا (ابھرا)، اوتر (اُتر)

کاتب نے اس نسخے میں بہت سے الفاظ ملا کر لکھے ہیں ۔ یہ بھی قدیم طریقہ املا ہے مثلاً:

تجکو (تجھ کو)، مجکو (مجھ کو)، کسی (کس سے)، مینے (میں نے)، مجپر (مجھ پر)، ایخدا (اے خدا)، مینوش (مے نوش)، بیمروت (بے مروت)، ایجوہری (اے جوہری)، بیموسم (بے موسم)

بعض ایسے لفظ جن میں اصلاً ''ی'' جزو کلمہ کی حیثیت رکھتی ہے جب تخفیف کے ساتھ استعمال کیے جاتے تھے تب بھی بہت سے لوگ اس ''ی'' کو کتابت میں برقرار رکھا کرتے تھے ۔ مثلاً

میرا، میرے، تیرا، تیرے یہ ''ے'' بھی اعراب بالحروف کا حصہ ہے اور کسرہ کا اظہار کرنے کے لیے لگایا جاتا تھا ۔ دیوان محبت میں ''مرا'' کی بجائے ''میرا'' اور ''ترا'' کی بجائے ''تیرا'' لکھا گیا ہے ۔ ''مرے'' کی بجائے ''میرے'' اور ''اک'' کے بجائے ''ایک'' لکھا گیا ہے ۔

یائے معروف کی جگہ یائے مجہول کا استعمال اس نسخے میں اتنا عام ہے کہ بعض اوقات پڑھنے میں

وقت اور تذکیر و تانیث کے تعین میں دشواری ہوتی ہے۔قدیم کتابت کی ہی روش کاتب نے برقرار رکھی ہے۔
یائے معروف و یائے مجہول میں فرق روا نہیں رکھا گیا مثلاً:

ڈرتا ہوں میں کہ آ کی نہ خوں ریزیاں کری
وو ہاتھ سرخ کس لیے توتی حنا کیے
جتنی کی توتی نالی کئی آہ درد سے

جیسے، ہی (ہے)، سی (سے)، تی (تے)، ہای (ہائے)، باندہی (باندھے)، پڑی (پڑے)۔
قدیم املا میں نون اور نون غنہ میں امتیاز ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا۔اس مخطوطے میں بھی ایسا ہی ہے حتیٰ کہ لفظ کے آخر میں آنے والے نون غنہ میں بھی ہر جگہ باقاعدہ نقطہ لگایا گیا ہے۔لفظ کے آخر میں ہائے ملفی (ہ) ہو تو محرف ہونے کی صورت میں ہائے ملفی کے بجائے ''ے'' آتی ہے۔
قدیم املا کے بہت سے لفظ اس مخطوطے میں ملتے ہیں مثلاً:
مونہہ (منہ)، کہتیں (کہتے) وغیرہ
پورے نسخے میں جدول بنے ہوئے ہیں لیکن بہت سارے جدول خالی چھوڑ دیے گئے ہیں۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر اوراشعار درج کیے جانے تھے جو کسی وجہ سے نہیں کیے جا سکے۔قلمی نسخے کا ہر ورق دو صفحات پر مشتمل ہے اس لیے ان کی تفصیل دیتے ہوئے میں نے حصہ الف اور حصہ ب درج کیا ہے۔وہ صفحات جو خالی چھوڑ دیے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

| صفحہ نمبر | | صفحہ نمبر | | صفحہ نمبر | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲۷ | حصہ ب | ۳۰ | حصہ الف/ب | ۳۱ | حصہ الف |
| ۳۶ | حصہ ب | ۳۷ | حصہ الف/ب | ۳۸ | حصہ ب |
| ۳۹ | حصہ الف/ب | ۴۰ | حصہ الف/ب | ۴۱ | حصہ الف |
| ۴۵ | حصہ ب | ۴۶ | حصہ الف/ب | ۴۷ | حصہ الف |
| ۴۸ | حصہ الف/ب | ۵۰ | حصہ ب | ۵۱-۵۲-۵۳ | خالی صفحات |
| ۵۸ | حصہ ب | ۵۹ | حصہ الف/ب | ۶۰ | حصہ الف |
| ۶۱ | حصہ ب | ۶۲ | حصہ الف | ۶۴ | حصہ ب |
| ۶۵ | حصہ الف/ب | ۶۶ | حصہ الف | ۶۹ | حصہ الف |
| ۷۰ | حصہ ب | ۷۱ | حصہ الف/ب | ۷۲ | حصہ الف/ب |
| ۷۸ | حصہ الف | ۷۹-۸۰-۸۱ | حصہ الف/ب | ۸۲ | حصہ الف |
| ۸۳ | حصہ ب | ۸۴ | حصہ الف/ب | ۸۵ | حصہ الف |
| ۸۷ | حصہ ب | ۹۰ | حصہ ب | ۹۱ | حصہ الف |

☆☆☆☆☆

## حوالے

(۱) پرتو روہیلہ، مرتب، دیوان نواب محبت خاں، لاہور: مجلس ترقی ادب، س ن، ص ۳۵
(۲) ہندی بھگوان داس، سفینۂ ہندی، مرتبہ: عطا کاکوی، پٹنہ: ادارہ تحقیقات عربی وفارسی، ۱۹۵۷ء، ص ۱۹۱
(۳) میر قدرت اللہ قاسم، مجموعۂ نغز، مرتبہ محمود شیرانی، لاہور: پنجاب یونی ورسٹی، ۱۹۳۳ء، ص ۱۲۰
(۴) میرزا علی لطف، گلشن ہند، مرتبہ شبلی نعمانی، لاہور: دارالاشاعت، ۱۹۰۴ء، ص ۱۶۶-۱۷۰
(۵) علی ابراہیم خاں خلیل، تذکرہ گلزار ابراہیم، (قلمی) مخزونہ، کراچی: نیشنل میوزیم، ص ۵۰
(۶) لالہ سری رام، خمخانۂ جاوید، لکھنؤ: مطبع نولکشور، ص ۹۰۴
(۷) عبدالغفور نساخ، سخن شعرا، لکھنؤ: نولکشور پریس، ص ۴۱۶
(۸) میر محسن علی محسن، تذکرہ سراپا سخن، لکھنؤ: مطبع نولکشور، ۱۹۶۰ء، ص ۸۵
(۹) مجنوں گورکھ پوری، تنقیدی حاشیے، ۱۹۴۵ء، ص ۴۰
(۱۰) ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد سوم، لاہور: مجلس ترقی ادب، س ن، ص ۴۰
(۱۱) قلندر بخش جرأت، کلیات جرأت، (قلمی نسخہ)، کراچی: نیشنل میوزیم، ص ۳۱۶
(۱۲) ب، مرتے، ص ۲
(۱۳) ب، تو، ص ۲
(۱۴) ب، ص ۲
(۱۵) ب، ص ۲۰۴
(۱۶) ب، ص ۱۸۳
(۱۷) ب، ص ۱۸۸
(۱۸) ب، ص ۱۸۸
(۱۹) ب، ص ۲